Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ✻ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم — سہ شنبہ

جلد ۳۱ | ۱۴ ماہ تبوک ۱۳۲۲ ہش | ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ | ۱۴ ستمبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۲۱۶

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۳ ماہ تبوک۔ ڈلہوزی سے صبح ۹ بجے بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

قادیان ۱۳ تبوک۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔ ثم الحمدللہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بمعہ اہل و عیال کل شام چھ بجے کی گاڑی سے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ راستہ خراب ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔

سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ کو بخار سے افاقہ ہے۔ لیکن درد گردہ کی تکلیف ہو گئی ہے احباب دعائے صحت کریں۔

جناب مولوی عبدالمغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کو بخار سے افاقہ ہے۔ البتہ کمزوری اور گھبراہٹ ہے۔ احباب دعائے صحت کریں — خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال کل تبدیلی آب و ہوا کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

حضرت کرشن کا مثیل ہونیکا دعوےٰ انکی تقدیس و عظمت کا اعتراف ہے

گذشتہ دنوں جب ہم نے حضرت کرشن کے یوم پیدائش کی تقریب پر ہندو بھائیوں سے ایک دردمندانہ گذارش کی۔ تو بعض ہندو معاصرین اس پر بہت برافروختہ ہوئے۔ اور نہایت نامناسب الفاظ میں اس مضمون کے خلاف اظہار رائے کیا حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جو ہندو بھائیوں کے لئے دلآزار یا رنجدہ ہوتی۔ بلکہ اس میں حضرت کرشن کے متعلق عقیدت اور عزت و احترام کے جذبات کا اظہار تھا۔ معاصرین کی خفگی کی بنا یہ تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت کرشن کا مثیل قرار دینا موخرالذکر بزرگ کی توہین ہے۔ حالانکہ یہ ایک بالکل عام فہم بات ہے۔ کہ احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی عزت کرنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں آپ کو کسی ایسے شخص کا مثیل قرار نہیں دے سکتے۔ جس کی عزت ان کے دلوں کی گہرائیوں میں نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ایک سیدھی سی بات ہے کہ دنیا میں کوئی عقلمند اور شریف آدمی کسی ایسے شخص کے ساتھ اپنی مماثلت بیان نہیں کر سکتا جسے وہ خود اچھا نہ سمجھتا ہو۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مثیل کرشن ہونے کے مدعی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ اس پر ایمان رکھتی ہے۔ تو کم از کم ہم پر حضرت کرشن کی توہین کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ اور ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں جو اس امر میں ہم سے متفق ہیں۔ چنانچہ جہاں اردو کے دو اخباروں نے مخالفانہ خیالات کا اظہار کیا وہاں ہندوؤں کے مشہور انگریزی اخبار ٹربیون نے اس جلسہ کی روئداد بہت اچھی طرح شائع کی۔ جو جنم اشٹمی کی تقریب پر جماعت احمدیہ کی طرف سے امرتسر میں منعقد کیا گیا تھا۔ اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ہندو بھائیوں کو پہنچایا گیا تھا۔ اسی طرح ایک ہندو اخبار سوراجیہ نام دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۵ اگست کے پرچہ میں اس نے لکھا ہے۔ کہ :-

"ابھی چند سالوں کی بات ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے میں بھگوان کرشن کے آدیش کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے کم سے کم اتنا تو ثبوت ملتا ہے۔ کہ مرزا صاحب مرحوم بھی بھگوان کرشن کی تقدیس و عظمت تسلیم کرتے تھے۔"

یہ ایک ایسی شہادت ہے۔ جس پر ان ہندو اصحاب کو غور کرنا چاہیئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثیل کرشن ہونے کے دعویٰ کو حضرت کرشن کی ہتک قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت کرشن کی توہین نہیں کی۔ بلکہ آپکی عزت قائم کی ہے۔ خود ہندو ان سے ایسی ایسی باتیں اور واقعات منسوب کرکے بیان کرتے ہیں۔ کہ جو ایک نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ اور جن کی موجودگی میں کم سے کم غیر ہندو دنیا آپ کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر سکتی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ایک نبی اللہ کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کرکے آپ کی تقدیس و عظمت کو قائم کر دیا۔ اور یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی ہندو دنیا کو دل سے قدر کرنی چاہیئے جماعت احمدیہ پر حضرت کرشن کی توہین کا الزام لگانے م

عیسائیت کی ناکامی کا اعتراف

پچھلے دنوں اخبار الفضل میں مولوی سید اعجاز احمد صاحب کا ایک مضمون "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کاسر صلیب ہیں" میری نظر سے گذرا مولوی صاحب نے رسالہ "الحق" کے اس اعتراض کا کہ مرزا صاحب (ع) کیسے کاسر صلیب ہو سکتے ہیں۔ جبکہ اُن کے زمانے میں اور آج تک عیسائیت ترقی کر رہی ہے۔ اور ملک ہند کے شہروں کے علاوہ دیہات میں بھی صلیب کے نشان دکھائی دیتے ہیں اپنے مضمون میں مفصل جواب دیا ہے۔ اسی ضمن میں ذیل میں سر سٹیفورڈ کرپس کی ایک تقریر کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ عیسائیت اب نہ صرف ہندوستان میں ہی کامیاب نہیں ہو رہی۔ بلکہ تمام دنیا میں حتیٰ کہ اپنے مراکز میں بھی ناکام ہو چکی ہے

اخبار Manchester Gardian ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں "Church's last pawer" کے عنوان سے سر سٹیفورڈ کرپس کی ایک تقریر کا خلاصہ یوں شائع ہوا ہے۔

Sir S.afford Cripps in a broad cast from St Matthew's Church moorfields Bristol on Sunday. Said our Church has last its power and strength beacuse it has faild to give the world the leadership for which it looked our

Communion in the Chuch is feeble

یعنی کہ "سر سٹیفورڈ کرپس نے اپنے ایک براڈکاسٹ میں جو سینٹ میتھیو چرچ مورفیلڈ برسٹل سے کیا گیا کہا۔ کہ ہمارا چرچ اب اپنی طاقت اور قوت کھو بیٹھا ہے۔ کیونکہ وہ وہ لیڈرشپ جو وہ دنیا کو دینے کا منتظر تھا دنیا کے سامنے پیش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمارا بپتسمہ جو چرچوں میں دیا جاتا ہے کمزور ہے۔"

ان الفاظ میں سر سٹیفورڈ کرپس نے جو آج عیسائیت کے مرکزی مدبرین میں سے ہیں نہایت کھلے کھلے الفاظ میں عیسائیت کے کمزور ہو جانے اور اپنے مقصد میں ناکام رہنے کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر آج کوئی کہے۔ کہ عیسائیت ترقی پذیر ہے اور لوگ اس کے عقائد سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں۔ تو اسے سوائے ہٹ دھرمی اور خود پسندی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آج نہ صرف لوگ اس سے دلچسپی نہیں لے رہے۔ بلکہ اس پر عمل کرنے کو خودکشی کے مترادف قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء میں جن دنوں میں لندن میں تھا۔ میں نے خود ایک علمی سوسائٹی میں عیسائیت کے خلاف ایک ممبر کو اپنا لیکچر پڑھتے ہوئے سنا جس کا ہیڈنگ The best way to commit Suicide is Christianity تھا۔ یعنی خودکشی کا بہترین طریق یہ ہے کہ عیسائیت کی تعلیم کو قبول کر لیا جائے۔ اسی طرح ہائیڈ پارک میں روزانہ عیسائیت کے خلاف لیکچر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ میں نے وہاں بعض دفعہ ایسے لوگوں کو عیسائیت کے خلاف لیکچر دیتے سنا جو پہلے چرچ منسٹری کا کام کرتے رہے تھے۔ مگر بعد میں اُسی کے خلاف بیڑا اٹھایا۔ اسی طرح یورپ میں بہت بڑی تعداد میں ایسی کتب ملیں گی۔ جو عیسائیت کی تعلیم سے بریت اور اس کے ناقابل عمل ہونے کے اثبات میں لکھی جا چکی اور لکھی جا رہی ہیں جب عیسائیت کے مرکزوں کا یہ حال ہے۔ تو اگر...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستیارتھ پرکاش کی ضبطی کے سوال کی اصل وجہ

الفضل کے ایک ایڈیٹوریل میں بتایا گیا ہے۔ کہ پرتاپ وغیرہ آریہ سماجی اخبارات کا یہ لکھنا کہ چونکہ ستیارتھ پرکاش میں اسلام پر جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ مسلمان علماء ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے وہ اسی میں اپنی خیر سمجھتے ہیں کہ اسے ضبط کروا دیا جائے صحیح نہیں بلکہ ضبطی کا سوال اٹھانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس نے واقعی ہندو مسلم تعلقات پر برا اثر ڈالا ہے۔ اور اس امر کی تائید میں بعض غیر مسلم معززین کی آراء پیش کی گئی تھیں۔ ذیل میں اسی قسم کی بعض اور آراء ملاحظہ ہوں۔ ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی ایسے الفاظ کو تبدیل کر دیں تو خوشگوار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اس قسم کی رائیں درج کریں۔ ہم آریہ سماج کے ایک مشہور اور چوٹی کے لیڈر پروفیسر رام دیو صاحب کی تقریر کا ایک ٹکڑا درج ذیل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے ۱۹۲۶ء میں کی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہب کا عہد پچاس سال پہلے تھا۔ جب لوگ امن سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے۔ حلیمی سے پیش آتے تھے۔ میں ایام طفلی میں اپنے والد کے ایک مسلمان دوست کو تایا کے نام سے پکارتا تھا۔ اور وہ مجھے اپنا عزیز تصور کرتا تھا۔ اسی طرح ان کے بچوں اور میرے والد کے درمیان ایسا ہی سلوک تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ گزشتہ زمانہ میں ہندوؤں کی شادیوں اور ان کے تیوہاروں پر مسلمان شریک ہوا کرتے تھے۔ اول تو مسجد کے سامنے بجتے ہوئے باجے کو بند کرنے کا کسی کو خیال آتا ہی نہ تھا۔ اگر کوئی مسلمان بھائی یہ کہہ بھی دیتا کہ ہم سجدہ میں ہیں۔ باجہ تھوڑی دیر کے لئے بند کیا جائے۔ تو جھٹ مان جاتے تھے۔ محرم پر مسلمانوں کو ہندو شربت پلایا کرتے تھے۔ اور دیوالی کے روز مسلمانوں کے ہاں مٹھائی بھیجتے تھے۔ درحقیقت مذہب تو اس وقت تھا آج برائے نام رہ گیا ہے اب بھی اگر مذہب کا نظارہ دیکھنا ہو تو گاؤں میں جائیں۔ وہاں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح خلق سے رہتے ہیں۔ جس طرح پچاس سال پہلے شہروں میں تھے۔"

(اخبار پرکاش لاہور ۳ جولائی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۱)

لیکن افسوس کہ فلک کو یہ ہندو مسلم اتحاد پسند نہ آیا۔ اور بقول جناب امراؤ بہادر صاحب ماتھر بی۔ اے دہلوی "جب سے کہ آریہ سماج کی بائیبل (ستیارتھ) نازل ہوئی۔ بلائے فتنہ و فساد پھر نازل ہوئی۔ قوموں میں مذہبی آگ بھڑک اٹھی۔ اور قوم فروشوں نے قوم پرستی کے لباس میں ہندو اور مسلمان دونوں کو ان پچھلی لکڑوں کی یاد دلا دلا کر بھڑکایا بھیڑ ھول کی طرح لڑوایا۔ اور ایک دوسرے کا سر پھوڑوایا۔ لیکن تاریخ بتائے گی اور بتا رہی ہے۔ کہ ایسے لوگ قوم پرست نہیں قوم فروش ہیں ملک اور قوم کے دردمند نہیں ہیں۔ بلکہ جھگڑا انند ہیں۔ جے چند (قومی غدار) ہیں"

(اخبار ریاست ۲۰ اگست ۲۴ء صفحہ ۵)

پھر یہی صاحب اپنے ایک دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ

"آریہ سماج کی ہستی سے پیشتر نہ ہندو مسلمانوں میں کوئی فساد تھا۔ نہ ہندوؤں میں کوئی خانہ جنگی تھی۔ یہ سب آریہ سماج کی دریدہ دہنی اور زبان درازی کا ظہور ہے۔ اور جب تک شریمتی سماج صاحبہ اپنی زبان درازی سے باز نہ آئے گی۔ اور اپنے تریا چرتر کو نہ چھوڑے گی تب تک نہ ہندوؤں کا سنگٹھن ہوگا۔ نہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد۔ اس لئے لازم ہے کہ سناتن دھرمی ہندو۔ اور دیندار مسلمان مل کر بی صاحبہ کو روکیں۔ اور اگر وہ روکنے سے نہ رکے تو مسلمان ان کو طلاق اور ہندو ان کو تلانجلی (خیرباد) دے کر آپس میں سمجھوتہ کریں۔ اور ہندو مسلم اتحاد از سر نو قائم کرے۔"

(اخبار ریاست لاہور ۱۸ اگست ۲۴ء صفحہ ۵)

پنڈت رلیا رام صاحب ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک امرتسر نے لکھا تھا۔ کہ

آریہ سماج کے وجود سے پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں میں بڑا پریم تھا۔ دونوں شادی و غمی کے موقعوں پر شامل ہوتے تھے۔ کوئی ہندو اپنے مکان پر بیٹھا ہوا ہے۔ چند مسلمان بھی اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ کوئی ہندو پانی سیٹھ جی کے لئے لاتا ہے۔ مسلمان خود ہی الگ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کوئی غصہ یا خیال تک نہیں لاتا ہے۔ مگر آج آریہ سماج کے بعد سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں عجیب قسم کا جنگ جاری ہے۔ اور نہ معلوم یہ کب ختم ہوگا۔

(سناتن دھرم پرچارک امرتسر ۲۷ جنوری ۱۹۲۳ء)

کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ رائیں تو متعصب لوگوں کی ہیں۔ گو یہ صحیح نہیں۔ تاہم ایسے لوگوں کے اطمینان کے لئے ہم پنجاب کے مشہور سابق لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل اڈوائر کی رائے درج کرتے ہیں۔ آپ نے عرصہ ہوا۔ اڈنبرا ریویو میں ایک مفصل مضمون لکھا تھا جس کا خلاصہ در خلاصہ اخبار بندے ماترم لاہور نے شائع کیا تھا۔ جسے ہم اخبار الامان دہلی سے لے کر درج ذیل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"آریہ سماج نے ہندوؤں میں تازہ روح پھونکی خاص کر پنجاب میں۔ اور مہاتما گاندھی نے ان کے خیالات کو حال کے برسوں میں عملی جامہ پہنایا۔ اور ایسی قوم پرستی کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد نہ صرف ہندو مذہب کو تقویت دینا بلکہ ہندو راج قائم کرنا ہے۔ سناتن دھرمی ہندو ذاتوں کے توڑنے اور مورتی پوجا ترک کرنے کے خلاف ہیں۔ لیکن آریہ سماج نے گئو رکھشا کے مسئلہ کو تسلیم کر کے سناتن دھرمیوں کی امداد حاصل کر لی۔ اگر ان کی آرزو پوری ہو تو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا خاتمہ ہو جائیگا۔ ہندو مذہب سابق میں حلیم دھرم تھا۔ لیکن اس کا ایک بازو آریہ سماج ایک زبردست جھگڑالو ہے۔ اور کوہاٹ اور راولپنڈی اور اجمیر اور کلکتہ میں جو بلوے ہوئے وہ آریہ سماج کے مسلمانوں کو اشتعال دینے کا نتیجہ ہیں۔" (الامان ۷ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲)

یہ وہ شخص ہے جو سالہا سال تک اس ملک میں رہا۔ اور یہاں کے پالٹیکس اور حالات سے بخوبی واقف تھا۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر ہم ایک غیر جانبدار اور مرنجان مرنج انسان کی رائے پیش کرتے ہیں۔ جس پر مذہبی یا ملکی تعصب کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ یعنی بنگال کے مشہور اور ممتاز لیڈر بابو بپن چندر پال۔ آپ نے چند سال ہوئے اخبار سٹیٹسمین میں لکھا تھا۔ کہ:۔

"جس طرح اس میں شک نہیں کہ ہندو دھرم کے خلاف مسلمانوں کا پروپیگنڈا جاری ہے، اسی طرح گزشتہ چالیس پچاس سال سے اسلام کے خلاف بھی ہندوؤں کا پروپیگنڈا جاری ہے میں اسے ہندو پراپیگنڈا کہتا ہوں لیکن فی الحقیقت ابتداء میں یہ پروپیگنڈا کلیتہً آریہ سماج کی طرف سے جاری ہوا تھا۔ اگرچہ بعد کو ہندو بھی اس میں شریک ہو گئے۔

ہندو دھرم میں کسی دوسرے مذہب کے خلاف جارحانہ پروپیگنڈا کی مطلق اجازت نہیں ہے۔ میں ان کالموں میں بارہا ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ ہندو تہذیب ہندو دھرم کے نام پر کسی مذہب کے وجود سے کلیتہً بے خبر ہے۔ ہماری قدیم کتابوں میں "سناتن دھرم" کا ذکر ہے۔ جس کے معنے "ابدی قانون کا مذہب" کے ہیں۔ وشو دھرم کا بھی ذکر ہے جس کے معنے "عالمگیر قانون" کے ہیں۔ "موکش دھرم" کا بھی ذکر ہے جو قانون نجات کا مترادف ہے یہ تمام عالمگیر اصول ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن آریہ سماج نے ایسے اصول رائج کئے ہیں۔ جن سے ہندو دھرم کی عالمگیری کا خاتمہ ہو گیا۔ آریہ سماج نے دعویٰ کیا۔ کہ وید کلیتہً الہامی ہیں۔ اور وہی واحد الہامی کتاب ہیں۔ ان کے علاوہ دنیا کی کسی کتاب میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ آریہ سماج کے بانی نے دیگر مذاہب کے بانیوں پر خواہ وہ ہندی ہوں یا غیر ہندی ناقابل برداشت گالیوں کی بوچھاڑ کی ہے

آریہ سماج کی مذہبی کتاب وید کی تفسیر ہے جسے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے مرتب کیا تھا۔ وہ اسے وید کی صحیح معنی کی تفسیر یعنی ستیارتھ پرکاش کہتے ہیں۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہندی میں لکھی گئی۔ اس ستیارتھ پرکاش میں مصنف نے دوسرے مذاہب کے بانیوں کی نہ صرف رائے (عقائد) پر شدید حملہ کیا ہے۔ بلکہ ان کی ذاتی زندگی اور چال چلن کو بھی برا بھلا کہا ہے۔ کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے مذہب اور رسول کے خلاف ایسی گالیاں برداشت کریگا۔ مسیحی زیادہ بُردبار ہیں۔ ورنہ جس طرح آریہ سماج کا بانی مسیحی کتب مقدسہ اور حضرت عیسیٰ مسیح کی زندگی اور چال چلن پر حملہ کرتا ہے اس سے وہ بھی اسی قدر ناراض ہوتے۔ جیسے مسلمان آریہ سماج کے اصول کے اس ذمہ وار بیان (ستیارتھ پرکاش) سے ناراض ہیں۔

بلاشبہ اسلام کے حلقہ بگوشوں اور آریہ سماجیوں میں مہلک کشیدگی کے اسباب میں سے یہ بھی ایک تھا۔ آہستہ آہستہ آریہ سماج نے مسلمانوں کے خلاف جارحانہ پروپاگنڈا میں راسخ العقیدہ ہندوؤں کو شامل کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا تھا۔ آریہ سماجیوں نے سناتنی ہندوؤں کو بھی نہیں بخشا تھا۔ نہ انہوں نے سکھوں کو چھوڑا تھا۔ آریہ سماج دیوانہ کی طرح ہر مذہب کے خلاف نبرد آزما تھا۔ خواہ وہ مذہب ہندوستانی ہو یا غیر ملکی۔ . . . . آریہ سماجی پروپیگنڈا کے ساتھ اتحاد کر کے ہندو دھرم نے اپنی عالمگیری کی روح کو چھوڑ دیا۔ آریہ سماج خود وید کے جھنڈے کے نیچے جارحانہ اسلام اور مسیحیت کی نقل تھا۔ آریہ سماج کے بانی نے ویدوں کے لئے الہام کے وہی مافوق العادت دعاوی پیش کئے جو عام طور پر مسیحیت اور اسلام کی طرف سے انجیل و قرآن کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ آریہ سماج فی الحقیقت اسلام اور مسیحیت کا فرزند تھا۔ جس نے ہندو دھرم کی زمین پر نشوونما پائی۔ موجودہ فرقہ وار جنگ فی الحقیقت اسلام اور اس کے رُوحانی فرزند آریہ سماج کے درمیان ہے۔ (اخبار انگلش مین ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء منقول از الامان ۲۳ مئی ۱۹۲۷ء صا)

یہ رائے ہماری نہیں۔ کسی مسلمان کی نہیں بلکہ ایک سمجھدار۔ بیدار مغز اور مشہور ہندو لیڈر کی ہے۔ جو صاف لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ گذشتہ پچاس سال سے جس قدر فساد اُٹھا۔ یا اُٹھ رہا ہے۔ اس کا موجب آریہ سماج اور ستیارتھ پرکاش ہے۔ یہی نہیں۔ اس سے بھی بلند مرتبہ ایک اور مشہور مدراسی ہندو لیڈر رائٹ آنریبل سری نواس شاستری کی رائے بھی پڑھیئے۔ چند سال ہوئے۔ آپ نے مدراس کے ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ ”بیس تیس سال سے آریوں نے یو۔ پی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے۔ اپنی مذہبی زندگی میں انہوں نے غیر ضروری بحث داخل کر دی ہے۔ بہت سی شہری مشکلات بھی انہوں نے پیدا کر دی ہیں۔ عورتوں کی حالت درست کرنے کی تبلیغ انہوں نے کی ہے مگر یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیئے۔ کہ اس سے مذہبی مشکلات میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلاف پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔ آریہ سماجی اور سناتن دھرمی ایک دوسرے کا سر کاٹنے پر تیار رہتے ہیں۔ دیہات میں بھی بے انسی پھیل گئی ہے۔“ (الخلیل بجنور ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء صا)

اس قسم کی اور بھی بہت سی آراء ہیں۔ مگر فی الحال انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(خاکسار ملک فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۹۰۹ منکہ مبارک احمد انور ولد میاں بدر دین صاحب قوم قریشی عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن دار الرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۸/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ کا کارکن ہوں۔ مبلغ ۲۱ روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہوں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اس امر کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر جو بھی جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- مبارک احمد انور دار الرحمت کارکن بیت المال۔ گواہ شد:- مختار احمد ہاشمی کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:- نور احمد مولوی فاضل کلرک بیت المال قادیان۔

نمبر ۶۹۰۷ منکہ سید مسعود مبارک شاہ ولد سید محمود اللہ شاہ صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۸/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ صرف والدین کی طرف سے تعلیمی اخراجات کے لئے خرچ ملتا ہے۔ جس میں سے مبلغ دس روپے جیب خرچ کے بنتے ہیں۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ کو ماہوار ادا کرتا رہونگا انشاء اللہ اس کے علاوہ اگر کوئی اور صورت آمدنی کی پیدا ہوئی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انجمن مذکورہ کو ادا کرتا رہونگا نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ انجمن مذکور لینے کی مجاز ہوگی اگر میں کوئی رقم انجمن احمدیہ کے خزانے میں اس مد میں داخل کراؤں تو وہ رقم میرے حصہ وصیت میں سے منہا کر دی جائے۔ العبد:- سید مسعود مبارک شاہ گواہ شد:- شیر علی عفی عنہ۔ گواہ شد:- زین العابدین

نمبر ۶۹۰۸ منکہ سید داؤد مظفر شاہ ولد سید محمود اللہ شاہ صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۲ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۸/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کوئی مزید ذریعہ آمدنی کا نہیں ہے۔ سوائے اس خرچ کے جو مجھے میرے والدین دیتے ہیں۔ علاوہ تعلیمی اخراجات کے مبلغ دس روپے جیب خرچ کے بنتے ہیں کہ جس کا میں ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ماہوار انشاء اللہ باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی مزید صورت آمدنی کی پیدا ہوئی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انجمن مذکورہ کو دیتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد اگر کوئی جائیداد میری ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک اور حقدار انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں اس مد میں داخل کراؤں۔ تو وہ رقم میرے حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ العبد:- سید داؤد مظفر شاہ۔ گواہ شد:- شیر علی عفی عنہ۔ گواہ شد:- زین العابدین

جو دوست اپنا مکان رہن رکھنا چاہیں

وہ مجھ سے ملیں!

حکیم نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء قادیان

اعلانِ نکاح

۶ ستمبر ۱۹۳۳ء میرے لڑکے محمد اسلام خان صاحب ڈرائنگ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نکاح چھ سو پچاس روپیہ مہر پر مسماۃ طاہرہ بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد خان صاحب محلہ دار الرحمت کے ساتھ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت بنائے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل خان فوجی پنشنر محلہ دار الفضل قادیان۔

یہ ملیریا کا حتمی علاج ہے جو ملیریا بخار کو روکتی اور چڑھے ہوئے بخار کو اتارتی اور اس کے عواقب سے محفوظ رکھتی ہے ہم پورے تجربہ کے بعد اسے پبلک میں لائے ہیں۔ یہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے نہ صرف عوام بلکہ ڈاکٹروں سے بھی خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔

(قیمت:- ایک شیشی دو روپے محصول ڈاک علاوہ)

خصوصیت:- صرف اسی کارخانہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا مینیجر طبیہ کالج علیگڑھ کی اعلیٰ ڈگری (ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس) یافتہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کارخانہ کی ہر ایک دوا بفضل ایزدی تیر بہدف ہے

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور ہند سٹورز نور بلڈنگ قادیان پنجاب

باورچی کی ضرورت

ایک معزز احمدی دوست کے واسطے علاقہ صوبہ سرحدی میں بر سرکار ہیں ایک باورچی کی ضرورت ہے۔ ضرورتمند اصحاب مجھ سے خط و کتابت کریں۔

مفتی محمد صادق قادیان

کوئن ٹکیاں ٹیبلٹس برائے ملیریا

دی کوئن سٹورز قادیان

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا تجربہ فرمودہ نسخہ

جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے ہی دوائی

”فضلِ الٰہی“

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

قیمت مکمل کورس ۱۵ روپے

مناسب ہوگا کہ لڑکا پیدا ہونے پر ایام رضاعت میں ماں اور بچہ کو اٹھرا کی گولیاں دیجائیں جن کا نام

”ہمدرد نسواں“

ہے۔ تاکہ بچہ آیندہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہے

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق قادیان پنجاب

حیاتین

یہ گولیاں معدہ اور انتڑیوں کے امراض کے علاوہ پیٹ درد۔ ہیضہ۔ اسہال۔ قے اور پیچش کے لئے بے حد مفید ہیں۔ موسم برسات میں ان کا ہر گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ بسا اوقات اچانک ضرورت پڑ جاتی ہے۔ یہ گولیاں بدہضمی کو دُور کرتی اور بھوک کو بڑھاتی ہیں۔ بلغمی کھانسی نزلہ۔ زکام اور دمہ کو بھی نافع ہیں۔

قیمت ایک روپیہ کی ۲۰ گولیاں

طبیہ عجائب گھر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نئی طرز کی ڈاک ــــ ایرگراف

ہندوستان اور غیر ممالک کے درمیان فروری ۱۹۴۲ء سے ایک نئی طرز کا سلسلہ ڈاک جاری ہے۔ جسے ایرگراف کہتے ہیں۔ یعنی آپ جو خط غیر ممالک میں لکھیں۔ اور اس پر ایرگراف کے ٹکٹ لگا دیں تو محکمہ ڈاک آپ کے خط کا فوٹو بذریعہ ہوائی ڈاک مکتوب الیہ کو پہنچا دے گا۔ ہندوستان سے ایرگراف کے ذریعہ جس قدر خط باہر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے بمبئی جنرل پوسٹ آفس کے ایرگراف سیکشن میں بھیجدیئے جاتے ہیں۔ وہاں سب خطوں کو اکٹھا کر کے نمبر لگا کے بنڈل باندھ کے۔ تیب دے کر (Code) کوڈک سٹڈیو میں بھیجدیا جاتا ہے۔ سٹڈیو میں ہر خط کی نصف مربع انچ فلم بنا لی جاتی ہے۔ جیسے فوٹو کی فلمیں ہوتی ہیں۔ کوڈک کمپنی کی مشین میں ایک گھنٹہ میں ایک ہزار خطوں کی فلمیں (Recharge) تیار ہوتی ہیں۔ جب یہ فلمیں تیار ہو جاتی ہیں۔ تو دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہر خط کی ٹھیک تصویر اتر گئی کہ نہیں یہ فلمیں ڈبوں میں بند کر کے واپس ڈاکخانہ میں بھیجدی جاتی ہیں۔ تا کہ بذریعہ ہوائی جہاز غیر ممالک کو بھیجدی جائیں۔ جائے مقام پر پہنچکر ان فلموں سے خطوں کی تصاویر کھینچ لی جاتی ہیں۔ ان تصاویر کا حجم ۴ × ۵ انچ ہوتا ہے۔ ان خطوں کی تصاویر کو مخصوص لفافوں میں بند کر کے مکتوب الیہ کو بھیجدیا جاتا ہے۔

عام ہوائی ڈاک میں نصف سیر میں قریباً ۳۰ خط جاتے ہیں۔ اور ایرگراف میں نصف سیر میں تین ہزار خط۔ جگہ کی کتنی بچت ہوئی۔ جنگ کے ایام میں ہوائی جہازوں کی محاذ جنگ پر ضرورت تھی۔ اس لئے یہ طریقہ ڈاک ایجاد کیا گیا۔ اس قسم کی ڈاک کا ایک فائدہ یہ بھی ہے اگر ڈاک کسی حادثہ کی وجہ سے راستہ میں ضائع ہو جائے۔ تو بذریعہ تار پوسٹ آفس کو اطلاع دے دی جاتی ہے۔ وہ سارے خطوں کی دوبارہ تصویر اکھینچکر بھیجدیتا ہے۔ اس لئے کسی خط کے ضائع ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ اس ڈاک کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ بنکوں کو اپنے دستخط بھیجکر اپنا روپیہ بھی جس کے نام چاہیں منتقل کروا سکتے ہیں۔ اس طریقہ ڈاک سے اندازاً ہر ماہ ۵ لاکھ خطوط ہندوستان میں آتے۔ اور قریباً اتنے ہی ہندوستان سے باہر بھیجے جاتے ہیں۔

ایرگراف کا خط قریباً ۹ دن میں مکتوب الیہ کو پہونچ جاتا ہے۔ اور عام ہوائی ڈاک کی نسبت یہ خطوط جلدی مکتوب الیہ کو مل جاتے ہیں۔ خاکسار عبدالوہاب عمر قرول باغ دہلی

ہر قسم کا چندہ ۲۰ تاریخ تک مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے

جیسا کہ بارہا اعلان کیا جا چکا ہے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر قسم کا چندہ باقاعدہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک مرکز میں پہونچتا رہے۔ ورنہ مرکز کے کاموں میں ہرج ہونے کا اندیشہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض احباب سستی کرتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل شہری جماعتوں کی طرف سے ماہ اگست ۱۹۴۳ء کا چندہ ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ ان کو چاہیئے کہ فوراً ارسال فرما دیں۔ اور آئندہ کے لئے ایسا انتظام کریں۔ کہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک وصول شدہ رقم مرکز میں پہونچ جائے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر قسم کا چندہ بمعہ اس کی تفصیل کے براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنی چاہیئے۔ منگل خورد۔ احمد آباد (لوالی پنڈ)۔ دھرم سالہ۔ ڈسکہ۔ نارووال۔ گرمی شاہو لیجہ۔ انار اللہ لاہور۔ پنڈی چری۔ جھنگ۔ ملکول۔ ماری انڈس۔ پنڈی گھیب۔ چک امرال۔ جام پور۔ رزنکہ۔ پارہ چنار۔ دیپال پور۔ چیچہ وطنی۔ ونڈکوٹ۔ کوٹ کپورا۔ نکودر۔ ہوشیار پور۔ مالیر کوٹلہ۔ سامانہ۔ وھوری۔ ہلب گڑھ۔ حصار۔ محمود پور۔ کلانور۔ کانپور۔ پانی پت۔ پونچھ۔ اکھنور۔ حیدر آباد سندھ

ہمارا سالانہ اجتماع ترقی کی دوڑ کا حصہ ہے

(خدام الاحمدیہ)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۳ ستمبر۔ اتحادی فوجیں اٹلی میں برنڈزی کی بندرگاہ پر قبضے سے بلقان سے ۲۰۰ میل اور قریب ہوگئی ہیں۔ اور اب اتحادی طیارے ویانا۔ بوڈاپسٹ۔ صوفیا بخارسٹ وغیرہ پر آسانی سے حملے کر سکتے ہیں۔ اٹلی کے کنارے سے البانیہ کا مشرق کنارہ ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے برنڈزی جنوبی اٹلی کی سب سے اہم بندرگاہ ہے۔ اور بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔ بندرگاہ پر کام کرنے والے اطالوی اپنے اپنے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جرمن پیراشوٹوں نے ٹورنٹو کے شمال اور شمال مغرب میں مورچے سنبھال لئے ہیں۔ اور سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ اتحادی فوجوں کو باقاعدہ کمک اور سامان پہونچ رہا ہے۔ اتحادی ہوائی جہاز دشمن کے رسد اور کمک کے رستوں پر لگاتار بم گرا رہے ہیں۔ تازہ حملے میں ۳ سو جرمن ٹرک تباہ کر دیئے۔ اور تین سو کو نقصان پہونچایا۔ اطالوی اب جرمنوں کے راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ چنانچہ اطالوی مزدوروں نے کئی جگہ ہڑتال کر دی ہے۔ ریلوں پر جہازوں پر سامان لادنے اور اتارنے سے انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب جرمن روم میں داخل ہوئے۔ تو بازاروں میں جرمن اور اطالوی افواج میں بڑے زور کی لڑائی ہوئی اٹلی کے جو علاقے جرمن کنٹرول میں ہیں۔ وہاں مارشل کیسل رنگ نے مارشل لاء نافذ کر دیا ہے۔ مزاحمت کرنے والوں کو فوراً گولی مار دی جائے گی۔

لنڈن ۱۲ ستمبر۔ اٹلی اور اتحادیوں میں عارضی صلح کی گفت گو اگست کے دوسرے ہفتہ کے آخر میں شروع ہوئی تھی۔ بڈوگلیو گورنمنٹ کے نمائندے سپین اور پرتگال میں برطانی سفیروں کے پاس اس کے لئے پہونچے تھے۔ سب سے پہلے ایک اطالوی جنرل نے میڈرڈ میں سر سموئیل ہور سے ملاقات کی۔ پرتگال کے برطانوی سفیر کو بھی اطالوی نمائندہ نے یہ بتایا۔ کہ جب اتحادی افواج اٹلی پر اتریں گی۔ تو اطالوی حکومت ان کا ساتھ دیگی۔ یہ اطلاع برطانوی حکومت کے پاس بھیجدی گئی۔ نیز جنرل آئزن ہوور کو بھی۔ جنرل موصوف کے بڑے بڑے افسر سپین آئے اور برطانی سفیر کی صدارت میں کانفرنس ہوئی۔ اطالوی نمائندوں کو بتا دیا گیا۔ کہ اٹلی کو بلا شرط ہتھیار ڈالنے ہونگے اور جو شرائط اتحادی پیش کریں۔ انہیں ماننا ہوگا۔ بڈوگلیو گورنمنٹ نے ان شرائط میں تبدیلی کرانے کی کوشش کی۔ مگر اتحادیوں نے ایسا کرنا منظور نہ کیا۔ اس دوران میں سوویٹ گورنمنٹ نیز نوآبادیاتی حکومتوں کو روز کی روز خبر برابر پہنچائی جاتی رہی۔

لنڈن ۱۲ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مزید ۱۴ اطالوی آبدوزیں اور آٹھ ڈیسٹرائر مالٹا جا رہے ہیں۔ ایک ۔۔ چھوٹا جہاز جہازیوں سمیت سائپرس پہنچ گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۳ ستمبر۔ امریکن فوجیں سلاماوا کے ہوائی میدان پر قابض ہوگئی ہیں۔ جو شہر سے دو میل پر ہے۔ جاپانی بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ آسٹریلین فوج دریائے بوسو کو عبور کر کے اب لے کے اور قریب پہنچ گئی ہیں۔

ماسکو ۱۳ ستمبر۔ جنوبی روس میں جو روسی فوجیں سٹالینو کے مشرق میں بڑھ رہی ہیں۔ ان سے اب اس ریلوے لائن کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو دریائے ڈنیپر کے موڑ کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔ جنوبی یوکرین میں روس کی اس ریلوے لائن پر قبضہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو مسٹروپال ہوتی ہوئی کریمیا جاتی ہے۔ شمالی یوکرین میں جرمن اس تیزی سے کیف کی طرف بھاگ رہے ہیں کہ رستوں میں سرنگیں بچھانے اور سڑکوں کو توڑنے کی بھی مہلت نہیں پاتے۔

لنڈن ۱۳ ستمبر۔ ہٹلر کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ مسولینی اب جرمنوں کے قبضہ میں ہے۔ بڈوگلیو گورنمنٹ نے اسے اتحادیوں کے حوالہ کر دینے کا جو وعدہ کیا تھا اسے وہ پورا نہیں کر سکی۔

دہلی ۱۲ ستمبر۔ جنوبی افریقہ میں ہندوستان کے ایجنٹ جنرل سر شفاعت احمد خان یہاں پہنچ گئے ہیں۔

لاہور ۱۳ ستمبر۔ آج صبح ½۶ بجے شیخ عبدالحمید صاحب ایڈ منسٹریٹر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

لائلپور ۱۱ ستمبر۔ گندم ۰-۷-۱۰ روپے سے ۰-۱۰-۱۰ نخود ۰-۱۳-۹ گھی ۰-۸-۱۲۸ میدہ ۰-۱۲-۳۶ گڑ ۰-۸-۱۳ شکر ۰-۰-۱۹ تدیہ ۰-۸-۱۵ سرسوں ۰-۱۲-۱۴ روپے مونگی ۰-۱-۱۳ بنولہ نرما ۰-۵-۸ روپے۔